مولانا مدار اللہ مدرار ۔ مردان

خوشحال خاں خٹک

اور

بایزید

مؤقر ماہنامہ "الحق" مجریہ جولائی ۱۹۸۰ء میں ایک مضمون زیرعنوان "خوشحال خان خٹک شاعر اسلام" نظر سے گزارا۔ جس کے ضمن میں حضرت اخوند درویزہ بابا اور بایزید کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا تھا۔

"اخوند درویزہ اور بایزید کی پشتو نثری تحریروں میں بھی مذہبی مسائل اور عقائد پر بحث کی گئی ہے"

اور یہی الفاظ میرے اس مضمون کے محرک بنے۔ ہمارے بعض ادیب اور دانشور بایزید کے مذہبی عقائد سے بہت متاثر ہیں۔ اور وہ اس کو مذہبی مسائل اور اسلامی عقائد کا بڑا مبلغ سمجھتے ہیں۔ چونکہ متذکرہ مضمون میں خوشحال خٹک کی اسلامی شاعری کو بڑی خوبی کے ساتھ اجاگر کیا گیا ہے۔ کہ خان موصوف ملت افاغنہ کے ایک غیور و جسور فرزند ہونے کے علاوہ گوناگوں خوبیوں کے حامل اور اسلام کے بڑے داعی تھے۔ اور ان کے علم و فضل کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے فقہ کی مشہور کتاب "ہدایہ" کا پشتو میں ترجمہ کیا تھا۔ اسی طرح ان کے لائق فائق فرزندوں اور پوتوں نے بھی ملت افاغنہ میں علم و دانش اور اسلامی دعوت کے فانوس روشن کر رکھے تھے۔ اسی بنا پر میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ خوشحال خاں خٹک اور ان کے علمی گھرانے کے حوالے سے ہی یہ بات واضح کردوں کہ بایزید کی اصل حقیقت کیا تھی۔

خوشحال خاں حضرت اخوند درویزہؒ کے ہم عصر اور ہم علاقہ تھے۔ اخوند درویزہ بابا ۱۰۴۸ھ میں فوت ہوئے تھے اور خوشحال خاں کی پیدائش ۱۰۲۲ھ میں ہوئی تھی۔ اس حساب سے اخوند درویزہ بابا کی وفات کے وقت خوشحال خاں کی عمر ۲۶ سال تھی اور وہ اس چپقلش سے بخوبی آگاہ تھے۔ جو حضرت اخوند درویزہؒ اور بایزید کے درمیان ہوئی تھی۔ اندریں اثنا یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ نہ صرف خوشحال خاں بلکہ ان کا سارا خاندان اور قبیلہ مغلوں کا سب سے زیادہ مخالف تھا۔ اور مخالفت کا یہ سلسلہ کافی عرصہ تک جاری رہا۔ خود خوشحال خاں خٹک ایک مدت تک مغلوں کے قید و بند میں رہے ہیں۔ اور مغلوں کے ہاتھوں شدید مصائب و آلام کا شکار رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنی اولاد کو وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد میری قبر مغلوں کی بنائی ہوئی شاہراہ سے اتنی دور بنائی جائے جہاں مغلوں کے گھوڑوں کی

ٹاپ میرے کانوں تک نہ پہنچ سکے۔

خوشحال خاں پچاس کتابوں کے مصنّف ہیں ان کا دیوان ایک ضخیم کتاب ہے جسے دوست محمد خاں کامل مرحوم نے "کلیات خوشحال خاں خٹک" کے نام سے مرتب کرکے شائع کیا ہے۔ یہ پشتو شعر و ادب میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ جس میں ہر صنفِ سخن اور مختلف کوائف و حوادث زمانہ پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔ خان بابا نے ملت افاغنہ کو ہمہ گیر اسلامی تعلیمات اور گراں قدر نصائح سے نوازا ہے۔ انہوں نے اپنے دیوان میں حضرت اخوند درویزہ اور بایزید کا موازنہ کرکے ملت افاغنہ کو بتا دیا ہے کہ حضرت اخوند درویزہ دعوت اسلامی کے علمبردار تھے جب کہ بایزید کی حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اسی طرح خوشحال خاں کے بیٹوں اور پوتوں نے بھی بایزید کے عقائد کی بالاتفاق مخالفت کی ہے اور حضرت اخوند درویزہ کی دعوت و تبلیغ کی برملا حمایت کی ہے اور ہم تحدّی کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہمارے اس دعوے کی تردید کسی کے بس کی بات نہیں۔

اب میں "کلیاتِ خوشحال خاں خٹک" سے وہ تاریخی اور یادگار شعر پیش کرتا ہوں جس میں انہوں نے شیخ الافغان حضرت اخوند درویزہؒ اور بایزید کے دینی کردار کا موازنہ کرتے ہوئے صاف اور واشگاف الفاظ میں کہا ہے کہ

"اخوند درویزہؒ دین و ایمان کے مبلغ تھے اور بایزید کفر کی تلقین کرتا تھا"

خان بابا کا وہ تاریخی اور عظیم شعر یہ ہے۔ ۵

زۂ دَ درویزہ غوندې ایمان ښیئم ورته
دے دَ پیر روخان غوندې دَ کفر کا تلقین

ترجمہ۔ میں اخوند درویزہ کی طرح اس کو ایمان سکھاتا ہوں اور یہ پیر روشان کی طرح کفر کی تلقین کرتا ہے۔ [۵۱]

کامل صاحب نے کلیات خوشحال خاں خٹک میں جا بجا خان بابا کے اشعار پر حاشیے بھی لکھے ہیں۔ متذکرہ شعر پر کامل صاحب نے جو حاشیہ لکھا ہے وہ یہ ہے:-

"اخوند درویزہؒ صاحب پختونوں کے بڑے مبلّغ عالم تھے۔ پشتو مخزن الاسلام کے مصنف اور مغل اکبر بادشاہ کے عہد میں پیر روشان (پیر تاریک) کے عقائد کی تبلیغ کرتے تھے۔ [۵۲]

یہاں کامل صاحب کے حاشیے میں یہ بات قابل غور ہے کہ انہوں نے اخوند درویزہؒ کو پختونوں کے بڑے مبلّغ عالم کی حیثیت سے تسلیم کیا ہے اور بایزید کے خلاف ان کی جد و جہد کو کسی بُرے نام سے یاد نہیں کیا ہے بلکہ اسے تبلیغ کا نام دیا ہے۔

---

۵۱ بحوالہ کلیات خوشحال خاں خٹک مرتبہ کامل ص ۲۳۳ ۵۲ ایضاً ۶۷۶

خوشحال خان خٹک نے اپنے مذکرہ شعر میں حضرت اخوند رویزہ اور بایزید کے کردار پر جو روشنی ڈالی ہے اور اس ضمن میں پختونوں کو جو تعلیم دی ہے اس کا لازمی تقاضہ یہ ہے کہ ہمارے ادباء و شعراء صاحبان اس کو بلا چون و چرا تسلیم کریں۔ اور اب تک انہوں نے سرحد کے دو بزرگوں حضرت پیر بابا اور حضرت اخوند رویزہ بابا کے دامنِ مقدس پر مغل پرستی کے جو ناپاک داغ لگائے ہیں اور ان کے خلاف جو بہتان تراشیاں کی ہیں ان سے علی الاعلان اظہار بیزاری کریں اور بے جا تعصب سے حق کی طرف کھلے دل کے ساتھ رجوع فرمائیں۔ بصورت دیگر ارباب انصاف خود یہ فیصلہ کریں کہ ہمارے یہ ادبا و شعرا صاحبان خوشحال خان خٹک کی عقیدت و محبت کا دم بھرنے میں کہاں تک سچے ہیں۔ ولنعم ماقیل

اَلْمُحِبُّ لِمَنْ یُّحِبُّ یُطِیْعُ

محبت کرنے والا اپنے محبوب کی پیروی کرتا ہے

خوشحال خاں کی طرح ان کے نامور فرزندوں اور پوتوں نے بھی بایزید کے عقائد کی مخالفت کی ہے۔ خان بابا کے بیٹوں میں عبدالقادر خان خٹک ایک بڑے عالم فاضل تھے۔ مشہور انگریز مستشرق میجر راورٹی لکھتے ہیں۔

عبدالقادر خان ساٹھ کتابوں کے مصنف تھے[1]۔ وہ تصوف اور سلوک کے ساتھ بھی تعلق رکھتے تھے اور علم و ادب کے میدان میں اپنے والد بزرگوار خوشحال خان خٹک کا نمونہ تھے۔ بایزید کے بارے میں ہم اس نامور پختون ادیب و عالم کی شہادت بھی پیش کرتے ہیں۔ عبدالقادر خاں بایزید کے کاموں کو یزید کے کاموں سے تشبیہ دیتے ہیں اور صاف کہتے ہیں کہ میں بایزید جیسے پیروں سے بیزار ہوں چنانچہ کہتے ہیں ؎

ځان بایزید بولی کار و نہ د یزید کا — لہ شیخانو ځکہ زہ بے اعتقاد یم

ترجمہ۔ اپنے آپ کو بایزید کہلاتا ہے لیکن وہ کام یزید کے کرتا ہے اس لئے میں ایسے پیروں پر عقیدہ نہیں رکھتا۔[2]

عبدالقادر خان کے اشعار پر ہمیش خلیل صاحب نے جا بجا حاشیے لکھے ہیں۔ اس شعر میں بایزید کے لفظ پر خلیل صاحب نے یہ حاشیہ لکھا ہے۔

"مطلب بایزید روشن ہے"۔[3]

خوشحال خاں کے نامور پوتے افضل خان جو اشرف خان ہجری کے بیٹے ہیں۔ بایزید کے عقائد کے خلاف اور اخوند رویزہ بابا کے حامی اور معتقد ہیں۔ ہم اختصار کی خاطر ان کی مشہور کتاب "تاریخ مرصع" (پشتو) سے ایک مختصر اقتباس پیش کرتے ہیں

---

[1] پشتو زبان وادب کی تاریخ ص ۵۳ [2] دیوان عبدالقادر خان خٹک ص ۸۸ [3] ایضاً

" بایزید ہندوستان چلا گیا۔ کلنجر کے مقام پر اس کی ملاقات ملّا سلیمان سے ہوئی۔ اس سے علم تناسخ سیکھا۔ اور تناسخی عقیدہ اختیار کیا " ؎

خوشحال خان خٹک اور ان کے علمی گھرانے کی مذکورہ بالا شہادتوں سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح ثابت ہوئی کہ بایزید کے ساتھ اخوند درویزہ بابا کی چپقلش حق پر مبنی تھی۔ اور یہ معاذ اللہ مغلوں کے اشارے پر نہ تھی۔ ورنہ خوشحال خان اور ان کا غیور علمی گھرانہ اخوند درویزہ بابا کی مخالفت میں پیش پیش ہوتا۔ اور بایزید کی حمایت پوری قوت کے ساتھ کرتا کیونکہ مغلوں کے اصل دشمن خوشحال خان اور ان کے خویش و اقارب ہی تھے۔

اس کے علاوہ خوشحال خان خٹک اخوند درویزہ بابا کی کتابوں کو بڑی قدر و منزلت اور عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ خصوصاً "مخزن الاسلام" کی تو انہوں نے اپنے اشعار میں جابجا بہت تعریف کی ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں۔

دوہ کارونہ دی پہ سوات کښې ځفی دی کہ جلی

یو "مخزن" دَ درویزہ دے بل دفتر دَ شیخ ملی

ترجمہ۔ سوات میں دو کام بہت نمایاں ہیں۔ ایک اخوند درویزہ کا مخزن الاسلام اور دوسرا شیخ ملی کا دفتر ہے۔

ایک دوسری جگہ خوشحال خان بابا لکھتے ہیں کہ سواتی قوم کی نظر میں "مخزن الاسلام" کی اتنی قدر و منزلت ہے کہ اگر افلاطون بھی زندہ ہو کر سوات آجائیں اور ان کے سامنے مخزن کے مقابلے میں اپنی حکمت کی باتیں بیان کریں تو یہ ان کی باتوں کو پس پشت ڈال کر کہیں گے کہ اخوند درویزہ کا مخزن اچھا ہے ؎

کہ ژوندے شی افلاطون سوات کښې اونیسی سکون

دوئی بہ وائی چہ دا څہ دی "مخزن" بہتر دے دا خوان

پختونخوا کے چار علمی گھرانوں میں خوشحال خان کے علاوہ ایک اخوند درویزہ بابا کا علمی گھرانہ ہے جس کو سب پر اولیت حاصل ہے۔ تیسرا چمکنی کے حضرت میاں محمد عمر صاحبؒ کا اور چوتھا روہیل کھنڈ کے نامور شہید حافظ رحمت خان کا علمی گھرانہ ہے۔ پیر معظم شاہ صاحب نے "تواریخ رحمت خانی" کے نام سے پختونوں کے ایک حصے کی جو تاریخ لکھی ہے اس میں جہاں جہاں اخوند درویزہ باباؒ کا ذکر آیا ہے تو ان کا نام بڑے احترام کے ساتھ لیا ہے۔ اور نہ انہیں نہ صرف محققین کے زمرے میں شمار کیا ہے بلکہ انہیں "عمدۃ المحققین اور برہان السالکین" کے خطابات سے یاد کیا ہے۲

---

۱ تاریخ مرصع ص ۱۴۳ ۲ تواریخ حافظ رحمت خانی ص ۱۴۶

اور پختونخوا کے روہیلہ خاندان کے علمی گھرانے کے نامور عالم فاضل شہید حافظ رحمت خان صاحب اپنی کتاب "خلاصۃ الانساب" میں اخوند درویزہ بابا کا ذکر اس انداز میں کرتے ہیں۔

عمدۃ المحققین، اسوۃ السالکین اخوند درویزہ قدس سرہ نے تذکرۃ الابرار والاشرار میں لکھا ہے[۱]۔

حضرت اخوند درویزہؒ اور بایزید کی چپقلش کے بارے میں خوشحال خان اور ان کے علمی گھرانے کی مذکورۃ تاریخی اور عصری شہادتوں سے یہ حقیقت آفتاب نصف النہار کی طرح واضح ہوگئی کہ حضرت اخوند درویزہ مبلغ دین وایمان تھے۔ اور بایزید کفر کی تلقین کرتا تھا۔ اور یزیدی اعمال کا مرتکب تھا۔ اور تناسخی عقیدہ رکھتا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ تناسخ یعنی آواگون کا عقیدہ دین وایمان کے قطعی منافی ہے۔ اس کے علاوہ پختونخواہ کے دوسرے علمی گھرانوں کی معتبر عصری اور تاریخی شہادتیں بھی پیش کی گئیں جن میں اخوند درویزہ بابا کو عمدۃ المحققین۔ برہان السالکین۔ اسوۃ السالکین اور پختونخوا کے بہت بڑے مبلغ اسلام کے قابل قدر خطابات سے نوازا گیا ہے۔ اور پختونخوا کی ان قابل اعتماد عصری اور تاریخی شہادتوں کی روشنی میں یہ ناممکن ہے کہ کوئی صاحب علم وانصاف ہمارے پیش کردہ دعوے کی صداقت اور حقانیت سے انکار کرسکے۔

آنچہ گفتم دلیلش آوردم تو ہم بقول خود دلیل بیار

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حضرت اخوند درویزہ اور بایزید کے بارے میں پاکستان کے دو مشہور محققین مولانا غلام رسول مہر اور شیخ محمد اکرام ایم اے کی کتابوں "سید احمد شہید" اور "رود کوثر" سے دو مختصر اقتباس پیش کئے جائیں جن کی روشنی میں قارئین کو زیر بحث مسئلے کے بارے میں اپنی رائے قائم کرنے کے بارے میں مزید مدد ملے گی۔ مولانا مہر لکھتے ہیں۔

"گمٹ فروسہ کے قریب پیر تاریک کی قبر تھی اس کا نام بایزید تھا تجارت کے سلسلے میں ہندوستان آیا۔ جالندھر میں شادی کی۔ پھر نیا مذہب پیدا کیا۔ اور اپنا نام پیر روشن رکھا۔ دیندار لوگوں نے اسے پیر تاریک کا خطاب دیا۔ اخوند درویزہ نے اس کے فتنے کو ختم کرنے کے لئے بڑی ہمت کی۔ آخر بایزید بری حالت میں مرا۔ اس کے بیٹوں نے فتنہ اٹھایا وہ بھی مارے گئے[۲]"

اور جناب شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

"فرقہ روشنیہ اور مغلوں کی کشمکش کا اثر چڑھاؤ ہوتا رہا لیکن اس فرقے کے زوال کا اصل باعث وہ مسلسل مخالفت

---

[۱] خلاصۃ الانساب ص ۵۷ [۲] سید احمد شہید مطبوعہ ۱۹۶۶ء ص ۴۲۵

تھی۔ جو ان کے عقائد وخیالات کی ان کے اپنے علاقے میں ہوئی۔ سرحد میں اس وقت کئی فاضل علماء ایسے تھے جو جانتے تھے کہ میاں بایزید کی قرآن وحدیث کی ترجمانی صحیح نہیں۔ انہوں نے میاں بایزید کی سخت مخالفت کی۔ ان میں اخوند درویزہ کو بڑی شہرت ہے جن کا تفصیلی ذکر ہم آیندہ صفحات میں کریں گے۔ انہوں نے روشنائی خیالات کی تردید میں فارسی اور پشتو رسائل لکھے۔ اور اسلام سے متعلق صحیح واقفیت عام کرنے کے لئے مستقل کتب تصنیف کیں[1]

اب آخر میں بایزید کے چند مذہبی مسائل بھی سنیئے۔

بایزید۔ استنجا، حیض۔ نفاس منی کے خروج اور اندام نہانی میں عضو مخصوص کے دخول جیسے نازک مسائل کے بارے میں فقہ اور حدیث سے نہیں بلکہ ایک شاگرد کی طرح اللہ تعالیٰ سے براہ راست سوال کرتا ہے اور معاذ اللہ اللہ تعالیٰ استاد کی طرح اس کو اسی وقت جواب دے دیتا ہے اور یہ جواب ندا اور خطاب کے طور پر ہوتا ہے۔ "خیر البیان" کا بیان بایزید اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مکالمے کی صورت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرنے کے لئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑی محنت کرکے کوہ طور پر جانا پڑتا تھا۔ لیکن معاذ اللہ بایزید کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بڑی بے تکلفی کا ہے۔ وہ جب بھی چاہے اور جس جگہ چاہے اپنا ہر سوال بے دھڑک اللہ تعالیٰ سے پوچھتا ہے۔ چاہے وہ سوال انتہائی رکیک اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال وجبروت کے قطعی منافی اور شدید گستاخی اور بے ادبی پر مبنی کیوں نہ ہو۔ اختصار کی خاطر دو مثالیں ملاحظہ ہوں۔

بایزید اللہ تعالیٰ سے پوچھتا ہے۔

۱۔ اے سبحان! اپنے فرمان سے مجھے یہ بتا کہ کن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کا جواب

اے بایزید! پیشاب کرنے منی۔ مذی اور ودی کے نکلنے سے اور حیض نفاس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جب کہ یہ چیزیں سامنے والی اندام نہانی سے خارج ہوتی ہیں اور پچھلے اندام مخصوص سے پاخانہ اور ہوا خارج ہونے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے[2]

بایزید کا دوسرا سوال

۲۔ اے سبحان! اپنے فرمان سے مجھے غسل کے فرض۔ واجب سنت اور مستحب بتا دے

---

[1] رود کوثر ص ۵۶ [2] خیر البیان ص ۱۰۱

اللہ تعالیٰ کا جواب

۲۔ اے بایزید! منی کے نکلنے حیض اور نفاس سے۔ اور اندام نہانی میں عضو مخصوص کے داخل ہونے سے غسل فرض ہو جاتا ہے۔[1]

یہ ہے بایزید کے مذہبی مسائل کا ایک نمونہ جس کی بنا پر ہمارے بعض ادیب اس کی تحریروں میں مذہبی مسائل کے ذکر کو اس کا ایک کارنامہ سمجھتے ہیں ؎

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ساز بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

طوالت سے بچنے کی خاطر اب مختصراً بایزید کے عقائد کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

بایزید کے عقیدے میں شریعت تاریکی ہے اور طریقت، حقیقت اور معرفت روشنی ہے۔ مگر زیادہ تعجب اور افسوس کی بات یہ ہے کہ اس نے اپنے مقصد کے لئے اپنی طرف سے ایک حدیث گھڑ لی ہے۔ اور نہایت دیدہ دلیری کے ساتھ کہا ہے۔ کہ یہ نبی علیہ السلام کی حدیث ہے۔ بایزید کی عبارت یہ ہے۔

۱۔ الشریعۃ کمثل اللیل والطریقۃ کمثل النجوم و الحقیقۃ کمثل القمر والمعرفۃ کمثل الشمس لیس فوق الشمس شیئ نبی ویلی دی علیہ السلام[2]

ترجمہ۔ شریعت کی مثال رات کی طرح ہے اور طریقت کی مثال ستاروں کی اور حقیقت کی مثال چاند کی اور معرفت کی مثال سورج کی طرح ہے۔ سورج سے اوپر کوئی چیز نہیں ہے۔ نبی علیہ السلام نے کہا ہے۔

بایزید کا دعویٰ تھا کہ وہ سارے زمانے کے لئے پیر تمام اور پیر کامل ہے۔ اور لوگوں پر اس کی جان و مال سے بہت خدمت کرنا فرض ہے۔ اس مقصد کے لئے اس نے اپنی طرف سے ایک حدیث نبوی اور ایک حدیث گھڑ لی تھی۔ اس کی یہ دونوں خود ساختہ حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ و یخدمہ کثیراً بالنفس والمال نبی ویلی دہ علیہ السلام[3]

ترجمہ۔ اور اس کی یعنی پیر کامل کی جان و مال سے بہت خدمت کرے نبی علیہ السلام نے کہا ہے۔

۲۔ حدیث قدسی۔ جعلت فرضً علی الانسان ان یطلبون شیخ الکامل لاجل علم الانبیاء و معرفتی ان کان مکانہ فی الصین او فی العجم او فی الشام[4]

ترجمہ۔ حدیث قدسی۔ میں نے انسانوں پر شیخ کامل کی طلب فرض کر دی ہے علم انبیاء اور اپنی معرفت کے لئے۔ اگرچہ اس کا مقام

---

[1] خیر البیان ص ۹۷ [2] خیر البیان ص ۶۵۶ [3] خیر البیان و صراط التوحید ص ۲۵۱ [4] ایضاً ص ۴۸

چاہے چین میں ہو یا عجم میں یا شام میں ہو۔

اس جعلی حدیث قدسی میں نحوی غلطیوں سے قطع نظر یہ بات قابل غور ہے کہ بایزید جس نئے مذہب کا مدعی تھا اس میں پیر کامل کی طلب فرض قرار دی گئی تھی جب کہ مذہب اسلام میں پیر کامل کی طلب نہ فرض ہے نہ واجب بلکہ صرف مستحسن اور مستحب ہے۔ اسی طرح بایزید کے مذہب میں اور بھی بہت سے فرائض شامل کر دئے گئے ہیں جو قطعی اسلام کے منافی ہیں۔ لیکن ان کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ بہرحال بایزید کے نزدیک اس جعلی حدیث قدسی سے اس کی اپنی ذات مراد ہے چنانچہ اس کے زعم اور دعوے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے بذریعہ کلام و خطاب اس کو مطلع کر دیا تھا۔

۱۔ اس زمانے میں تیرے سوا کوئی اور پیر تمام نہیں۔ تو انبیاء کا وارث اور سچی راہ دکھانے والا ہے۔ تو میرے اس کلام پر یقین کر۔ ؎

بایزید اس پر بھی قناعت نہیں کرتا۔ بلکہ اپنی طرف سے ایک اور حدیث گھڑ لی ہے جس کے ذریعے وہ اپنے آپ کو معاذ اللہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسر اور نظیر ثابت کرتا ہے۔ اور اس طرح پیر تمام کے درجے سے ترقی کر کے مرتبۂ نبوت پہ اپنے آپ کو فائز کر دیتا ہے چنانچہ وہ بڑی جسارت سے لکھتا ہے۔

۲۔ ما من نبیّ الا وله نظیر فی امته هر چه تے وئیلی دی علیه السلام[۲]

ترجمہ۔ ہر نبی کے لئے اس کی امت میں اس کی نظیر موجود ہے۔ کہا ہے علیہ السلام نے۔

لیکن ہم مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ امت میں حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر تو کجا انبیاء علیہم السلام میں بھی آپ کی نظیر اور مثال موجود نہیں۔ حافظ شیرازی آپ کی شان میں کیا خوب فرماتے ہیں۔

اگرچہ حسن فروشاں بجلوہ آمدہ اند کسے بحسن و لطافت بیار ما نرسد

ہم اس موقع پر بایزید کے متعلق مزید تفصیلات میں جانا نہیں چاہتے صرف مشتے نمونہ از خروارے کے مصداق اس کے چند مذہبی مسائل اور عقائد پیش کئے گئے جن کے آئینے میں ان کی اصل حقیقت بخوبی دیکھی جاسکتی ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ ہمارے بعض ادیب اور دانشور بایزید کی مذہبی تحریروں کو اس کا ایک کارنامہ سمجھتے ہیں جب کہ تاریخ شاہد ہے کہ بایزید کی مذہبی تحریروں اور عقائد سے تاریکی ہی پھیلی تھی اور آخر کار ملت افاغنہ نے شیخ الافغان حضرت اخوند درویزہ بابا اور شیخ المشائخ پیر بابا کی قیادت اور رہنمائی میں اس تاریکی کا مؤثر سدباب کیا۔ اور بحمد اللہ سارے پختونخوا میں اسلام اپنی اصلی صورت اور خدوخال کے ساتھ قائم و برقرار رہا۔ ؎

اگرچہ عقل فسون پیشہ لشکرے انگیخت تو دل شکستہ نباشی کہ عشق تنہا نیست

---

[۱] خیر البیان ص ۳۳ [۲] ایضاً

اور ہم میں اسکی شکر گزاری کی اہلیت اور قابلیت پیدا فرمائے۔ اور شکر گزاری کی صورت یہ ہے کہ ہم اتباع اقوال و افعال و احوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کریں۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ اور اشاعتِ دین اور احادیث کیلئے جان توڑ کوشش کریں۔ اور ذَبٌّ عن الدین و مدافعت عن الدین کیلئے انتہائی کوششیں استعمال میں لائیں۔ قیامت کی علامات میں بڑی علامت رفع العلم ہے۔ حقیقت بین نگاہوں کو معلوم ہے کہ وہ اکابرین اور عاملین علماء دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اور بدقسمتی سے ان کی جگہیں خالی پڑی رہ جاتی ہیں۔ يُرْفَعُ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ۔ وہی دور ہے۔ ایسے وقت میں ہم سب کا یہ فرض ہے کہ ایک ایک حدیث کی اشاعت کیلئے انتھک کوشش کریں۔ تو اللہ جل جلالہ اس کو ہمارے لئے ذریعۂ تجارت بنائیگا۔ اور انشاء اللہ اس خوشخبری اور اس دعا کا کہ نضر اللہ امرءً سمع مقالتی فوعاها وادّاها كما سمعها۔ اس کا اللہ تعالیٰ ہم کو مصداق بنائے گا۔

اس وقت دین کی اعلاء اور کلمہ حق پہنچانے کیلئے جو اخلاص وللہیت کے ساتھ ہو یہ بہت اشد ضرورت اور بہترین موقعہ ہے۔ اور اس موقعہ پر تھوڑی سی غفلت اور سستی یہ دنیا کی تباہی اور بربادی کا ذریعہ بنے گی۔ آپ نے خود بخاری شریف کی کتاب العلم میں پڑھا ہے۔ کہ قیامت تب آئے گی جب علماء دنیا سے اٹھ جائیں۔ جب علماء ختم ہو گئے تو قیامت آئے گی۔ قیامت عبارت ہے دنیا کی تباہی سے کل عالم کی تباہی رفع علم سے آئے گی۔ ایک علم کی نہ اشاعت اور ایک مسئلہ کی نہ اشاعت اور کوتاہی میں گویا ہم دنیا کی تباہی کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ یہ کتنا بڑا وبال ہے۔ اور یہ تمام وبال ہم پر ہوگا۔ اللہ بہت قدردان اور شکور ہے۔ آپ کی اور ہماری یہ ٹوٹی پھوٹی کوشش انشاء اللہ رائیگاں نہیں کرے گا۔ اللہ اس کو ذریعۂ اشاعت علم بنائے۔

مجھ کو اس بات کا بہت افسوس ہے کہ میں نے بیماری کے باعث اس سال کے آخری ایام میں آپ کا حق خدمت ادا نہیں کر سکا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اساتذہ کرام کے درجات بلند فرمائے کہ انہوں نے اپنا متعلقہ حصہ بھی پورا کیا اور میرے متعلق بھی جو حصہ تھا حدیث کا وہ بھی پورا کیا۔ اللہ تمام اساتذہ تمام طلبہ اور تمام فضلاء کے درجات بلند فرما دے۔ میں خود اس ختم میں حاضر ہوتا۔ لیکن ڈاکٹروں کی ممانعت اور ضعف و بیماری کے باعث حاضر نہ ہو سکا۔ لیکن بخاری شریف کے خواص میں سے ایک بڑا خاصہ یہ ہے کہ اس کے ختم کے موقعہ پر جو دعا مانگی جائے گی اللہ اس کو قبول فرماتے ہیں۔ اور اس پر اللہ مشکلات حل فرماتے ہیں۔ میں آپ کو دعا کروں گا۔ کہ اللہ آپ میں سے ہر ایک کو منبع علوم اور سرچشمہ علوم دینیہ بنائے اور ہر ایک کو ذکاوت و حافظہ اور قابلیت نصیب کرے۔ اور آپ حاضرین اپنی دعاؤں میں یہ دار العلوم یہ اساتذہ یہ عملہ یہ طلبہ اور تمام معاونین فراموش نہ کریں۔